Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 15-29

آیات کی تفسیر میں علم القراءات سے استفادہ: علامہ بقاعی کی نظم الدرر کا اختصاصی مطالعہ

Usage of Recitational Sciences in the Interpretation of Verses: A Significant study of 'Allāma Buqā'ī's Nazam Al-Durur

Dr. Muhammad Haroon *(Corresponding author)*
Lecturer Department of Islamic Studies
Govt. Ambala Muslim College Sargodha.
Email: drharoonuos@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Ramzan
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Govt. Ambala Muslim College Sargodha.

Dr. Muhammad Tariq Ramzan
Assistant Professor
Department of Islamic Studies University of Lahore (Sargodha Campus)

KEYWORDS

Usage of Recitation, Interpretation, Qur'ān, Allāma Buqā'ī, Nazam Al-Durur

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

The science of Qira'āt al-Qur'ān is enriched with linguistical, lexical, phonetical, morphological and syntactical forms permitted with recitation of Qur'ān and its understanding. Among the writers of Islamic scholars, the writings of Ibrahīm bin 'Umar al-Buqā'ī (d. 885 h) give a great deal of insight into the community of the Qurrā' and exegesists of Qur'ān. In his writings on Qirāt al-Qur'ān in his Nazam Al-Durur fi Tanāsub al-Āyaāt wa al-Suwar, there are specific examples to make many observations on the difficulties that the eponymous readers and their transmitters are therein reported to have experienced. It have a great impression to preserve and stabilize the textual intonation of Qur'ān. Allama al-Buqā'ī's far-sighted Qur'ānic thought established the few more stages of intonation of Qir'āt for comprehension of textual relation between the surās of Qur'ān. Along with the determination of principles and rules, he provided further proof of Qur'ānic understanding, foresight and scientific access in the practical application. In this article, the thought of al-Buqā'ī's work on the Qur'ānic consonantal text, the most familiar Arabic dialects and vernacular forms at time of the revelation, variant readings and their impact on interpretation of verses of Qur'ān will be elaborated.

تعارف(Introduction)

قرآن کریم کی تفسیر میں علم القراءات کو بڑی اہمیت حاصل ہے؛بلکہ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا کہ علم القراءات قرآن کریم کی تفسیر کا بہت بڑا ماخذ ہے۔ تفسیری اعتبار سے قراءات کی دو قسمیں ہیں ،ایسی قراءات، جن میں اختلاف کی وجہ سے آیت کے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا،زیادہ تر قرآن کریم کی قراءات کا تعلق اسی قبیل سے ہے ؛جب کہ بعض قراءات ایسی ہیں جن میں اختلاف کی وجہ سے آیت کا مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔اس قسم کا اختلاف بہت سارے فوائد کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے ؛بعض اوقات قراءات کا اختلاف کسی مختلف فیہ حکم شرعی میں کسی ایک جانب ترجیح کا سبب بن جاتا ہے اور کبھی دو مختلف فیہ حکموں کے درمیان جمع و تطبیق کا ذریعہ بنتا ہے ،جب کہ بسا اوقات اختلافِ قراءات کے نتیجے میں بہت سارے معانی منصہ شہود پر آتے ہیں جس سے قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔قراءات کے اختلاف کی اسی اہمیت کے پیش نظر روزاول سے علمائے امت نے اس کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے ؛یہی وجہ ہے اس پر جہاں الگ سے کتابیں لکھی گئیں ،تو مفسرین نے بھی آیات کی تفسیر میں ان کو موضوعِ بحث بنایا۔جن مفسرین نے آیات کی تفسیر میں علم القراءات سے استفادہ کیا ہے ان میں نویں صدی ہجری کی شناور شخصیت علامہ بقاعی بھی سر فہرست ہیں۔علامہ بقاعی نے "نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور" کے نام سے ایک تفسیر لکھی جس کا اصل ہدف قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کے درمیان باہمی مناسبت اور ربط بیان کرنا تھا ،اس ضمن میں علامہ بقاعی قراءات سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ذیل کی سطور میں علامہ بقاعی نے "نظم الدرر" میں قراءات سے استفادہ کیا ہے او راس حوالے جو طرز و منہاج اختیار فرمایا ہے،اسے منصہ شہود پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔ قبل اس کے ان کے اسلوب کی وضاحت کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ بقاعی اور ان کی "نظم الدرر" کے بارے میں مختصر معلومات حاصل کر لی جائیں۔

علامہ بقاعی:احوال وآثار

علامہ برہان الدین بقاعی (م885ھ)نویں صدی ہجری کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت ہیں؛آپ کا پورا نام ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط بن علي بن ابو بکر البقاعی الشافعی تھا۔809ھ میں شام کے ایک گاؤں "خربہ رَوحا" جو بقاع کے مضافات میں واقع ہے ؛میں پیدا ہوئے،اس نسبت سے آپ کو بقاعی کہا جاتا ہے۔شہر بقاع ہی میں آپ کا بچپن گزرا؛پھر دمشق چلے گئے ،جہاں کی آب وہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے بیت المقدس ہجرت کر گئے؛وہاں پر بھی زیادہ دیر تک سکونت اختیار نہ کرسکے۔اس وقت قاہرہ ارباب علم ودانش کا مرکز تھا اس لیے آپ وہاں تشریف لے گئے،اور وہیں اپنی علمی پیاس بجھائی،اپنی زندگی کا اکثر حصہ یہیں گزارا،پھر واپس دمشق تشریف لے آئے اور 885ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے[1]۔قدرت کی طرف سے انہیں علوم وفنون میں ایک خاص ملکہ ودیعت ہوا تھا،اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حق تعالیٰ نے انہیں اپنے وقت کے نابغین اور ماہرینِ علوم اسلامیہ سے شرف تلمذ کا موقع عطا

فرمادیا؛ جس کی چھاپ آپ کی شخصیت میں جھلکتی ہوئی نمایاں نظر آتی تھی۔ فقہ و نحو کی تعلیم التاج بن بہادر سے حاصل کی؛ جب کہ بیت المقدس میں قیام کے دوران وہاں کے شناور اور اساطین علم و دانش سے بھرپورا ستفادہ کیا۔ عماد بن اشرف، التاج غرابیلی، التقی بن قاضی الشہبہ اور حافظ بن حجر عسقلانی سے یکتائے روزگار شخصیات سے حدیث اور علوم حدیث میں دست گاہ حاصل کی۔ علامہ ابن الجزری سے قراءات کا علم حاصل کیا۔ شیخ برہان الحلبی اور شیخ برہان الواسطی اور بدر بوصیری جیسے حضرات نے آپ کی تربیت میں اپنا حصہ ڈالا؛ جس کی وجہ سے انہیں مختلف علوم وفنون میں انہیں مہارت تامہ حاصل ہوئی۔[2] تحصیل علم کے لیے علامہ بقاعی نے بہت سے اسفار بھی کیے؛ دمشق، حلب، دمیاط، اسکندریہ، طائف، مدینہ منورہ اور قاہرہ کو اپنی علمی جولان گاہ مرکز بنایا[3]۔ اپنے حج کے سفر کے دوران مکہ کے اساطین علم سے استفادہ کیا۔ علامہ بقاعی نے علم و فن کی تحصیل کے لیے ہی اسفار نہیں کیے بلکہ اپنے زمانے میں عملی طور پر جہاد میں بھی حصہ لیا،اس سفر نے انہیں اپنے زمانے کے صف اول کے علماء اور مصنفین کی صف میں لا کھڑا کیا۔ علامہ سخاوی (م902ھ) کے بقول انہوں نے متعدد جنگوں میں حصہ لیا[4]۔

علامہ بقاعی (م885ھ) کی تصانیف

علامہ بقاعی نے علوم وفنون کی مختلف شاخوں میں محققانہ تصانیف اپنے ورثہ میں چھوڑیں۔ اپنی تصانیف کے حوالے سے خود لکھتے ہیں:مصنفاتی تقارب المائۃ [5]"میری تصانیف کی تعداد تقریبا سو تک پہنچتی ہے" ایک اور جگہ لکھتے ہیں: لی مایزید عن ستین مصنفا،منها ما هو عشر مجلدات،ومنها ماهو مجلد،ومنها ماهو اقل واكثرولااقول هذافخرا بل تعريفا بالحال[6] "میری تصانیف کی تعداد تقریبا ساٹھ تک پہنچتی ہے؛ان میں بعض دس جلدوں پر مشتمل ہیں اور کچھ ایک جلد پر اور بعض اس سے کم اور بعض اس سے زیادہ پر مشتمل ہے، یہ تمام باتیں بطور فخر کے نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری ذات پر جو مہربانی ہے اس کے اظہار کے لیے کہہ رہاہوں"۔ ان کی اکثر کتابیں زیور طباعت سے ابھی تک آراستہ نہیں ہو سکیں، بلکہ ابھی تک مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں؛ تاہم کچھ کتب منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ سیر و سوانح کی مختلف کتابوں کی مدد سے چند ایک کا تذکر کیاجاتا ہے[7]:**الاقوال القويمة فى حكم النقل من الكتب القديمة**[8]اس کتاب میں مصنف کا موقف یہ ہے کہ اسرائیلی روایات کو بیان کرنا درست نہیں؛البتہ اگر قدیم الہامی کتب کے حوالوں کی ضرورت تفسیر قرآن کے وقت محسوس کی جائے تو براہ راست ان کتب سے استفادہ کرنا درست ہے؛یہی وہ کتاب ہے جس کا حوالہ سید سلمان ندوی نے مولانا حمید الدین فراہی کی کتاب فاتحہ نظام القرآن کا مقدمہ لکھتے ہوئے دیاہے۔

النكت الوفية فى شرح الالفية للعراقى

علامہ عراقی (م806ھ) نے اپنی کتاب الفیۃ العراقی فی اصول الحدیث میں حافظ ابن الصلاح (م463ھ) کی کتاب علوم الحدیث کی تلخیص کی تھی، علامہ بقاعی (م885ھ) نے اس پر حواشی

تحریر کیے اور اپنے جلیل القدر استاذ حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ) سے استفادہ کرتے ہوئے اس حاشیہ کی تکمیل کی۔

بیان الاجماع علی منع الاجتماع فی بدعة الغناء والسماع

اس کتاب میں ممدوح مصنف نے غناء اور سماع کی حرمت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے،نہ صرف قرآن وحدیث سے دلائل پیش کیے ہیں بلکہ محدثین اور فقہاء کے اقوال کو بھی بطور استشہاد کے پیش کیا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر دور میں علماء، اصحاب حدیث وفقہ اور مفسرین نے غناء اور سماع کی روایات کو نا قابل اعتبار قرار دیا ہے۔

شرح جمع الجوامع للسبکی

علامہ بقاعی کو فقہ اور اصول فقہ پر بھی بہت دسترس تھی جس کا منہ بولتا ثبوت ان کی یہ تالیف ہے۔ یہ کتاب علامہ تاج الدین سبکی (م771ھ) کی اصول فقہ پر لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب جمع الجوامع کی ایک جامع شرح ہے۔

جواہر البحار فی نظم سیرة النبی المختار

یہ ایک ارجوزہ ہے ،جو مصنف نے مصر کے ایک قصبہ میں لکھا تھا،بعد میں دو جلدوں میں اس کی شرح لکھی۔[9]

الضوابط والاشارات لاجزاء علم القراءات

علم قراءات سے واقفیت کے بارے میں ایک عمدہ اور بہترین کتاب ہے، یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے ،ایک باب وسائل پر مشتمل ہے، اس میں سات اجزا ہیں۔ دوسرا باب مقاصد پر ہے اور اس کے دو اجزا ہیں، پہلے جزو میں علم القراءات کے بارے میں اصولی سی بحثیں ہیں ؛جب کہ دوسرے جزو میں سورتوں سے متعلق علمی ابحاث ملتی ہیں۔

النکت والفوائد علی شرح العقائدلسعدالدین التفتازانی[10]

اس کتاب میں علامہ سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد کے مشکل اور پیچیدہ مسائل کو بڑے احسن اور سہل انداز میں حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

القول المفید فی اصول التجوید

یہ کتاب تجوید کے اصول و قواعد پر مشتمل ہے۔ مبتدی طلباء کے لیے ایک مفید رسالہ ہے۔

الفتح القدسی فی آیة الکرسی

اس کتاب میں مصنف نے جہاں آیت الکرسی کے فضائل بیان کیے ہیں، وہیں آیات کے درمیانی نظم پر عمدہ اور بہترین کلام کیا ہے، پھر اس رسالے میں اپنے دوسرے رسالے "مصاعد النظر" کو بھی شامل کر دیا ہے۔ شعبان 879ھ میں یہ کتاب قاہرہ کے مقام پر مکمل ہوئی۔

نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور[11]

مصنف نے اس کا آغاز شعبان 861ھ میں کیا اور شعبان 875ھ میں اس کی تکمیل سے فارغ ہوئے۔ گویا پورے چودہ سال میں یہ تفسیر مکمل ہوئی۔

نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور کا تعارفی جائزہ

یہ کتاب دارالکتاب الاسلامی قاہرہ سے 22 جلدوں میں شائع ہو چکی ہے جب کہ حیدر آباد کے دائرۃ المعارف ڈاکٹر محمد عبد المعید کی ادارت میں کئی جلدوں میں شائع ہو چکی ہے؛ علامہ بقاعی نے جب اس تفسیر کے لکھنے کا آغاز کیا تو اس وقت کے علماء نے ان کے خلاف فضا بنانے کی کوشش کی، کیوں کہ ان کے نزدیک اسلاف کے طرز تفسیر سے ہٹ کر عجائب و غرائب کی حامل اس تفسیر سے بدعت کا ارتکاب ہو رہا تھا؛ یہی وجہ ہے انہیں دمشق سے کوچ کرنا پڑا[12]

نظم الدرر کی ممیزیات و خصائص

یہ کتاب بہت سی خصوصیات پر مشتمل ہے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

* قرآنی آیات و سورتوں کی آپس میں مناسبت، حکمت اور معنویت بیان کی گئی ہے۔ جس میں ممدوح مصنف کا کمال اور دسترس قاری پر بالکل عیاں ہے۔ مزید برآں مذکورہ تفسیر ذخیرۂ تفاسیر میں سے شاید پہلی تفسیر ہے جس میں آیات اور سور میں باہمی مناسبت بیان کرنے کی شعوری طور پر کوشش کی گئی ہے۔
* مصنف نے ہر سورت کے نام اور اس کے مضمون کے درمیان مناسبت بیان کرنے کی کوشش کی ہے ؛اس سلسلے میں بہت اہم نکات منصہ شہود پر لائے ہیں۔
* بعض اوقات ایک سورت کے مختلف نام ذکر کرنے کے بعد ان ناموں اور اس سورت کے مضامین کے درمیان ربط پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
* ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کے ادبی اور بلاغی پہلوؤں کو بھی مدلل اور بڑے سہل انداز سے ذکر کرتے ہیں۔
* ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ بہت سے مقامات پر علمی لطائف کا تذکرہ کرتے ہیں، جو اہل علم کے لیے گوہر نایاب سے کم نہیں ہوتے۔
* اثناء تفسیر علم القراءات سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تفسیر میں علم القراءات سے استفادہ کرنے میں اس کا اسلوب مختلف رہا ہے۔ کبھی قراءات متواترہ کا تذکرہ کر دیتے ہیں، چاہے وہ قراء سبعہ کی ہو یا قراء عشرہ کی ہو۔ پھر کبھی قراءات متواترہ کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کے اظہار کے لیے قراءۃ الجمہور کہہ دیتے ہیں یا پھر اجماع العشرۃ کے الفاظ سے اشارہ کر دیتے ہیں۔
* اکثر طور پر جس قاری کی قراءات کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کا نام بھی ذکر کرتے ہیں۔

* قراءات کے ذکر میں علم القراءات کی بہت ساری اصطلاحات سے بھی استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مثلا کبھی قراءۃ الکوفیین ، کبھی المدنیان، کبھی البصریون، کبھی الحرمیان، کبھی الحجازیان، کبھی قراءۃ المکی والبصری وغیرہ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔
* علم تجوید میں علمائے تجوید کی کچھ اپنی اصطلاحات بھی ہیں، علامہ بقاعی دوران تفسیر ان اصطلاحات کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر علامہ دانی جب "الحرمین "کا لفظ اپنی کتاب میں استعمال کرتے ہیں تو ان کی مراد حضرت نافع اور علامہ ابن کثیر ہوتے ہیں، جب یہ دونوں کسی قراءت میں متفق ہوں۔ اسی طرح "کوفیین "کے لفظ سے ان کی مراد امام عاصم، امام حمزہ اور امام کسائی ہوتے ہیں جب کہ وہ کسی قراءت پر متفق ہوں۔ ان اصطلاحات کو بھی انہیں حضرات سے منسوب کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں۔
* بعض اوقات قراءات کے مختلف ہونے کی وجہ سے فقہی مسائل میں بھی اختلاف ہو رہا ہوتا ہے، ایسی صورت حال میں فقہی مسئلہ کی بھی خوب وضاحت کرتے ہیں۔
* بعض اوقات قراءات کے مختلف ہونے کی وجہ سے جو معنی میں اختلاف پیدا ہو رہا ہوتا ہے اس معنی کی تائید میں کسی دوسری قرآنی آیت یا کوئی حدیث پیش کر دیتے ہیں۔
* کسی قراءت کی توجیہ کرتے وقت زیادہ تر "ابین، اجود، افصح، ابلغ، انسب، اوفق اور ادل "وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔
* اپنی تفسیر میں اپنے پیش رو مفسرین، قراء، علمائے لغت وغیرہ کے اقوال سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، علم القراءات میں زیادہ تر علامہ ابو عمرہ الدانی، علامہ ابن الجزری، ابی علی الفارس اور ابو شامہ کے اقوال کر تذکرہ کرتے ہیں۔
* دوران تفسیر عقائد اہل سنت والجماعت کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
* آیات کی تفسیر میں بظاہر متعارض نظر آنے والی آیات کے تعارض کو جہاں حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہیں اس بات کو بھی واضح کرتے ہیں کہ قرآنی آیات کے درمیان جو تعارض اور اختلاف ہے یہ اختلاف تنوع ہے، اختلاف تغایر نہیں۔ اور کلام میں اختلاف تنوع اس کلام کے بلیغ اور احسن ہونے کی نشانی ہوتی ہے، تاہم اختلاف تغایر کلام کے نامکمل اور ناقص ہونے کی دلیل ہوتا ہے اور قرآن مجید اس قسم کے اختلاف سے بالکل پاک ہے۔

نظم الدرر میں علم القراءات سے استفادہ

علامہ بقاعی نے اپنی اس تفسیر کے مقدمہ میں سبب تالیف ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ھذا کتاب عجاب، رفیع الجناب، فی فن مارایت سبقنی الیہ، ولاعول ثاقب فکرہ علیہ[13] " یہ کتاب بڑی عجیب و غریب کتاب ہے، عظیم الشان اور رفیع القدر ہے، ایک ایسے فن پر مشتمل ہے، جس پر میرے خیال کے مطابق کسی اور نے آج تک طبع آزمائی نہیں کی، اور نہ ہی کسی صاحب فکر نے اس پر غور فرمایا"۔ اگر اللہ نے چاہا تو میں اس

کتاب میں سورتوں اور آیات کے درمیان مناسبت بیان کروں گا "۔ آیات اور سورتوں کے درمیان مناسبت کا تذکرہ اور اس کا طریق کار تو واضح کر دیا لیکن اپنی اس کتاب میں بہت سارے مقامات پر علم القراءات سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن علم القراءات سے کس طرح استفادہ ہو گا؟ قراءات کے ذکر میں اسلوب کیا ہو گا؟ اس حوالے سے مقدمہ میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ مناسب ہوتا کہ ممدوح مصنف مقدمہ کتاب میں علم القرءات کے تذکرے کا اسلوب اور طرز بھی ذکر کر دیتے تو قاری کے لیے بہت سہولت ہوتی، اس لیے علامہ بقاعی نے اپنی اس تفسیر میں جابجا علم القراءات سے استفادہ کیا ہے۔

قراءات متواترہ سے استفادہ

آیات کی تفسیر میں علم القراءات سے استفادہ کرتے ہوئے بہت سے مقامات پر جس قراءت کو ذکر کرتے ہیں تو اس کا نام بھی واضح کر دیتے ہیں کہ یہ کون سی قراءت ہے؟ متواترہ ہے یا شاذہ؟ ذیل میں قراءت متواترہ کی مثال ذکر کی جاتی ہے: أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا[14] اس آیت میں مذکور " يَأْكُلُ مِنْهَا " کے بارے میں علامہ بقاعی لکھتے ہیں:
هذا على قراءة الجماعة بالياء التحتية، وعلى قراءة حمزة والكسائي بالنون[15] " يَأْكُلُ مِنْهَا" یاکل کا صیغہ "ی" کے ساتھ یعنی " یاکل " جمہور کی قراءت کے مطابق ہے، جب کہ امام حمزہ اور کسائی نے اسے "ن" کے ساتھ یعنی "ناکل" پڑھا ہے"۔ علامہ بقاعی اپنی عبارت " قراءة الجماعة " سے اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے کہیں کہ یہاں جماعۃ سے مراد قراء سبعہ میں سے امام حمزہ اور امام کسائی کے علاوہ حضرات مراد ہیں؛ جن میں امام نافع، علامہ ابن کثیر، امام عاصم، امام ابو عمرو اور امام ابن عامر شامل ہیں۔

مقالہ نگار کی رائے

کتب قراءات عشرہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام خلف جو کہ قراء عشرہ میں سے ایک معروف قاری ہیں، کی قراءت بھی امام حمزہ اور کسائی کی قراءت کے موافق ہے، یعنی ان کے نزدیک بھی" يَأْكُلُ مِنْهَا "کی بجائے" نأْكُلُ مِنْهَا "ہی ہے؛ اور یہ قراءت بھی متواترہ ہے[16]، لیکن علامہ بقاعی نے اس مقام پر امام خلف کی اس قراءت کا تذکرہ نہیں کیا، لہذا مناسب یہ تھا کہ علامہ بقاعی نے جس طرح امام حمزہ اور امام کسائی کی قراءت ذکر کی تھی تو وہیں امام خلف کی قراءت کا بھی تذکرہ کر دیتے کہ ان کی قراءت بھی وہی تھی اور متواترہ بھی تھی۔

قراءت متواترہ اور قراءت شاذہ کا تذکرہ

بعض اوقات کسی آیت کی تفسیر میں قراءت متواترہ کے ساتھ ساتھ قراءت شاذہ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ الاحزاب کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

{من يأتِ} قراءة يعقوب على ما نقله البغوي بالمثناة الفوقانية وهي قراءة شاذة نقلها الأهوازي في كتاب الشواذ عن ابن مسلم عنه: وقرأ الجماعة بالتحتانية وكذا «يقنت»[17] "امام یعقوب کی قراءت میں لفظ "یات" کی جگہ "تات" ہے

یہ قراءت امام بغوی نے نقل کی ہے، جو کہ قراءت شاذہ ہے جسے اہوازی نے کتاب الشواذ میں ابن مسلم سے نقل کیا ہے۔ جب کہ جمہور حضرات کے نزدیک یہ لفظ "یات" ہی پڑھا جائے گا ،اسی طرح لفظ "یقنت" کے بارے میں بھی جمہور حضرات کی رائے یہی ہے کہ "یقنت "یعنی لفظ یاء کے ساتھ صیغۂ مذکر پڑھا جائے گا، اور یہی قراءت متواترہ ہے جب کہ قراءت شاذہ میں " تقنت "لفظ تاء کے ساتھ صیغۂ مونث پڑھا جائے گا"۔

مذکورہ مثال میں علامہ بقاعی نے قراءت شاذہ کا جب تذکرہ کیا تو اس کی نسبت قاری کی طرف بھی کی جس سے وہ قراءت مروی ہے اور ساتھ ساتھ مصدر کی طرف بھی رہنمائی فرمادی، کہ یہ قراءت امام بغوی نے اپنی تفسیر میں اور علامہ اہوازی نے کتاب الشواذ میں نقل کی ہے۔

نظم الدرر میں علم القراءات کی مصطلحات سے استفادہ

علمائے علم قراءت اپنی کتب قراءات میں کچھ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ،جو خاص طور پر انہی کی اختراع کردہ ہوتی ہیں ،علامہ بقاعی دوران تفسیر ان اصطلاحات کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ،مثال کے طور پر علامہ دانی جب " الحرمین "کالفظ اپنی کتاب میں استعمال کرتے ہیں تو ان کی مراد حضرت نافع اور علامہ ابن کثیر ہوتے ہیں ،جب کہ یہ دونوں کسی قراءت میں متفق ہوں۔ اسی طرح " کوفیین "کے لفظ سے ان کی مراد امام عاصم، امام حمزہ اور امام کسائی ہوتے ہیں جب کہ وہ کسی قراءت پر متفق ہوں۔ ان اصطلاحات کو بھی انہیں حضرات سے منسوب کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں۔

"کوفیین" کی اصطلاح اور اس کا مفہوم

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ بقاعی اپنی نظم الدرر میں علم قراءات کے حوالے سے علامہ دانی اور علامہ ابن الجزری سے بہت زیادہ استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؛ ذیل میں علامہ دانی اور علامہ ابن الجزری نے اپنی کتاب میں قراءت کے حوالے سے کوفیین کو جو اصطلاح ذکر کی ہے اور علامہ بقاعی نے انہیں ذکر کیا ہے ،اس کی وضاحت سورہ نمل کی اس آیت سے ہوتی ہے: إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ[18] آیت مذکورہ کی تفسیر میں لفظ "قبس" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: والقبس: القطعة من النار. فقراءة الكوفيين بالتنوين على البدل أو الوصف، وقراءة غيرهم بالإضافة[19] "قبس عربی زبان میں آگ کے انگارے کو کہتے ہیں۔ کوفیین کی قراءت کے مطابق لفظ "شهاب" پر تنوین ہے اور یہ تنوین یا تو تنوین بدل ہے یا وصف کی وجہ سے ہے جب کہ کوفیین کے علاوہ قراء کے نزدیک یہ اضافت کے ساتھ پڑھا جائے گا (یعنی بغیر تنوین کے ،کیونکہ قاعدہ ہے کہ مضاف پر تنوین نہیں آیا کرتی)"۔

مقالہ نگار کی رائے

مذکورہ مثال میں علامہ بقاعی نے علامہ دانی اور علامہ ابن الجزری کی اصطلاح "کوفیین" استعمال کی ہے، اور علامہ ابن الجزری اور علامہ دانی جب اپنی کتاب میں "کوفیین" کا لفظ استعمال فرماتے ہیں تو ان کی مراد امام

عاصم، امام کسائی، امام حمزہ اور امام خلف ہوتے ہیں۔ علامہ بقاعی نے اس مقام پر امام یعقوب کا نام ذکر نہیں کیا؛ جب کہ ان کی قراءت بھی کوفیین کی قراءت جیسی ہی ہے۔ اس بات کی وضاحت علامہ ابن الجزری نے فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں: قرا الكوفيون ويعقوب (بشهاب) بالتنوين والباقون بغير تنوين[20] "کوفیین اور امام یعقوب نے شہاب کو تنوین کے ساتھ جب کہ باقی قراء اور ائمہ نے بغیر تنوین سے پڑھا ہے"۔ علامہ ابن الجزری نے یہاں جو باقون کا لفظ استعمال فرمایا ہے علم قراءت کی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ باقون سے ان کی مراد امام نافع، امام ابو جعفر، امام ابن کثیر، ابن عامر اور ابو عمرو ہیں[21]

"مدنیین" کی اصطلاح اور اس کا مفہوم

کبھی کبھی مدنیین کی اصطلاح کا استعمال بھی کرتے ہیں اور علامہ ابن الجزری اپنی کتاب میں لفظ مدنیین ذکر کرتے ہیں تو ان کی مراد امام نافع اور امام ابو جعفر ہوتی ہے۔ اس کی مثال سورہ سبا کی آیت سے ملتی ہے: **فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ**[22] مذکورہ آیت میں آنے والے لفظ "منساتہ" کے بارے میں علامہ بقاعی لکھتے ہیں: وقرأها المدنيان وأبو عمرو بالإبدال، وابن عامر من رواية ابن ذكوان والداجوني عن هشام بإسكان الهمزة، والباقون بهمزة مفتوحة [23] "مدنیین اور امام ابو عمرو نے لفظ "منساتہ" کو "الف" کے ساتھ پڑھا ہے جب کہ ابن عامر نے ابن ذکوان اور داجونی سے اور انہوں نے ہشام سے جو قراءت نقل کی ہے اس میں ہمزہ کے سکون کے ساتھ ہے جب کہ ان کے علاوہ باقی ائمہ قراءات کے نزدیک اس لفظ کو ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا"۔

مقالہ نگار کی رائے

مثال مذکور میں لفظ منساتہ کے بارے میں علامہ بقاعی نے مدنیین کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے جسے علامہ ابن الجزری اپنی کتاب میں اکثر ذکر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور اس اصطلاح سے ان کی مراد امام نافع اور امام ابو جعفر ہوتے ہیں۔

دو قراءات میں سے کسی ایک کی ترجیح

کبھی کسی آیت کی تفسیر میں دو قراءات کے تذکرے میں کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں، اس کی مثال سورۃ الزخرف کی اس آیت سے ملتی ہے: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ[24] مذکورہ میں یصدون کے بارے میں لکھتے ہیں: قال ابن الجوزي: معناهما جميعاً - أي قراءة ضم الصاد وقراءة كسرها - يضجون، ويجوز أن يكون معنى المضمومة: يعرضون، قال ابن برجان: والكسر أعلى القراءتين[25] "علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ یصدون کے صاد کو دو طرح سے پڑھا جاسکتا ہے صاد کے کسرہ کے ساتھ اور صاد کے ضمہ کے ساتھ؛ اگر صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہو گا کہ وہ لوگ چیخیں گے اور چلائیں گے؛ جب کہ صاد کے ضمہ کی صورت میں معنی ہو گا کہ قیامت کے دن جب ان سے سوال کیا جائے گا تو انہیں جواب دینے کے لیے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ علامہ بقاعی

نے یہاں دو قراءات کے تذکرے کے بعد ان میں ایک قراءت کو ترجیح بھی دی ہے؛ چنانچہ لکھتے ہیں: قال ابن برجان: والكسر أعلى القراءتين[26] "ابن برجان فرماتے ہیں کہ صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا دونوں قراءات میں سے اعلیٰ قراءت ہے"۔

مقالہ نگار کی رائے

مذکورہ آیت کی تشریح میں علامہ بقاعی نے اگرچہ دو قراءات کا تذکرہ کرکے ان میں سے ایک کو ترجیح دی ہے لیکن یہاں پر اپنے سابقہ اسلوب کو نہیں اپنایا، کہ ہر ہر قراءت کو اس کے قاری کی طرف منسوب نہیں کیا، اگر اس مقام پر بھی ہر ہر قراءت کو اس کے قاری کی طرف منسوب کردیتے تو قاری کے لیے بہت زیادہ دلچسپی کا باعث ہوتا۔ علم قراءات کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس مقام پر صاد کے کسرہ کی قراءت بصریین، امام ابن کثیر، امام عاصم اور امام حمزہ کی ہے[27] جب کہ باقی حضرات کے نزدیک صاد کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

قراءات کی توجیہ میں قرآنی آیات سے استشہاد

بعض اوقات تذکرہ قراءات میں سے کسی قراءت کے معنی کی توجیہ بھی پیش کرتے ہیں، اس ضمن میں دیگر قرآنی آیات سے بھی استشہاد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نظم الدرر میں اس طرح کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں لیکن یہاں طوالت کے خوف سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ سورہ محمد کی ایک آیت میں اس کی مثال ملتی ہے: إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ[28] مذکورہ آیت کی تفسیر میں "املی لھم" کی توضیح کرتے ہوئے علامہ بقاعی لکھتے ہیں: هذا على قراءة الجماعة بفتح الهمزة واللام، وأما على قراءة البصريين بضم الهمزة وكسر اللام فالمراد أن الله تعالى هو المملي - أي الممهل -۔۔۔وهي أيضاً موافقة لقوله تعالى {سنستدرجهم من حيث لا يعلمون وأملي لهم إن كيدي متين}، وأما في قراءة أبي عمرو بفتح الياء فهو فعل ماض مبني للمفعول، ودل على أن المملي هو الله سبحانه وتعالى قراءة يعقوب بإسكان الياء على أنه مضارع همزته للمتكلم[29] "آیت مذکورہ میں" وَأَمْلَى لَهُمْ "جمہور حضرات کی قراءت میں ہمزہ اور لام کے فتحہ کے ساتھ ہے، جب کہ بصریین کی قراءت میں ہمزہ کے ضمہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ ہے، اس صورت میں آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دے رکھی ہے اور یہ قراءت سورۃ القلم کی اس آیت {سنستدرجهم من حيث لا يعلمون وأملي لهم إن كيدي متين}، کے بالکل موافق ہے، جب کہ ابو عمرو کی قراءت کے مطابق لفظ "ی" پر فتحہ پڑھا جائے گا اس وقت یہ ماضی مجہول کا صیغہ بن جائے گا، اور مطلب یہی ہو گا کہ کہ مہلت دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، اسی طرح امام یعقوب کی قراءت کے مطابق "ی" کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا اس وقت یہ فعل مضارع کے واحد متکلم کا صیغہ ہو گا۔ مثال مذکور میں علامہ بقاعی نے جہاں آیت کے بارے میں مختلف قراءات کا تذکرہ کیا وہیں پر بصریین کی قراءت کی توجیہ میں بطور استشہاد کے قرآنی آیت بھی پیش فرمادی ہے۔

قراءات کی توجیہ میں احادیث سے استشہاد

بعض اوقات ذکر قراءات میں اس کی توجیہ کرتے ہوئے احادیث کو بھی استشہاد کے طور پر پیش فرماتے ہیں۔ نظم الدرر میں اس کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں لیکن یہاں صرف ایک مثال کے ذکر پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔ سورۃ المومنون میں ہے: **وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ**[30] مذکورہ آیت میں علامہ بقاعی نے " **صَلَوَاتِهِمْ** " کے بارے میں دو قراءات کا تذکرہ کیا ہے اور پھر ایک قرات کی توجیہ بھی بیان کی ہے اور ساتھ ساتھ دوسری قرات کی توجیہ پر حدیث بھی ذکر کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: لا يتركون شيئاً من مفروضاتها ولا مسنوناتها، ويجتهدون في كمالاتها، وحّدت في قراءة حمزة والكسائي للجنس، وجمعت عند الجماعة إشارة إلى أعدادها وأنواعها[31] "(مومن لوگ اپنی نمازوں پر دوام رکھتے ہیں)یعنی نماز کے فرائض اور سنن میں سے کسی کو نہیں چھوڑتے، اور ہر ہر رکن کو انتہائی کمال سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام حمزہ اور امام کسائی کی قراءت کے مطابق لفظ "صلاۃ" مفرد پڑھا جائے گا؛ جب کہ جمہور حضرات کی قراءت کے مطابق یہاں جمع کا صیغہ ہے اور جمع لانے سے نماز کی مختلف انواع کی طرف اشارہ ہے۔ امام حمزہ اور کسائی کی قراءت کی موافقت میں ایک حدیث پاک ذکر کی ہے ؛چنانچہ فرماتے ہیں: **كما قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة»**[32] "جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقین جانو! تمہارے تمام اعمال میں سے سب سے بہترین عمل نماز ہے"۔

قراءات کی توجیہ میں لغت سے استفادہ

بعض اوقات علامہ بقاعی قراءات کی توجیہ میں لغت سے استفادہ کرتے ہیں اس کی مثال سورۃ الشعراء کی آیت سے ملتی ہے: فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ[33] مذکورہ آیت میں "کسفا" کے بارے میں دو قراءات کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: {فأسقط علينا كسفاً} بإسكان السين على قراءة الجماعة وفتحها في رواية حفص، وكلاهما جمع كسفة، أي قطعاً[34] " جمہور حضرات کے نزدیک لفظ کسفا سین کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا جب کہ امام حفص کے قرات میں سین کے فتحہ کے ساتھ ہو گا۔ غور کیا جائے تو لغت میں کسفۃ کی جمع دونوں طرح سے منقول ہے کسفا سین کے سکون کے ساتھ بھی اور سین کے فتحہ کے ساتھ بھی"۔

اختلاف قراءات اور فقہی احکام پر اس کے اثرات

علامہ بقاعی کی نظم الدرر میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اختلاف قراءات کا تذکرہ کرتے وقت اس اختلاف کی وجہ سے پیدا ہونے والے فقہی حکم کا بھی تذکرہ کرتے ہیں ؛اس ضمن میں فقہائے کرام کے مذاہب کو قرآنی آیات کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی مثال سورۃ البقرہ کی اس آیت سے واضح ہوتی ہے: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ[35] آیت میں مذکورہ میں اختلاف کا اصل محل " حَتَّى

يَطْہُرْنَ "ہے،اس صیغے کے بارے میں دو قراءات منقول ہیں اور تشدید کے ساتھ اور دوسری تخفیف کے ساتھ؛ جس کی بناء پر فقہاء کے مابین بھی فقہی مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ چنانچہ علامہ بقاعی اس آیت کی تشریح کرتے وقت اختلاف قراءات کی طرف یوں اشارہ فرمارہے ہیں: {يطهرن} أي بانقطاعه وذهاب إبانه والغسل منه، والذي يدل على إرادة ذلك مع قراءة التشديد[36] یعنی جب حیض کا خون ختم ہوجائے اور وہ عورت غسل کرلے تو پھر اس کے قریب جانا چاہیے یہ معنی اس وقت ہے جب تشدید والی قراءت مراد ہو"۔

فقہی مسئلہ

تمام فقہاء اتنی بات پر متفق ہیں کہ حائضہ عورت جب حیض سے پاک ہوجائے اور غسل کرلے تو خاوند کے لیے اس سے صحبت کرنا جائز ہے؛ لیکن اختلاف اس بات میں ہوا ہے کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد اور غسل کرنے سے قبل آیا خاوند اس عورت سے جماع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ جب تک عورت اپنے جسم کو پانی سے دھو نہ لے یعنی غسل نہ کرلے اس وقت خاوند کے لیے اس کے قریب آنا جائز نہیں۔ جب کہ احناف کا موقف یہ ہے کہ دیکھا جائے گا کہ عورت کا حیض کتنے دنوں کے بعد ختم ہوا ہے اگر دس دنوں سے پہلے ختم ہوا ہے تو خاوند کے لیے اس کے قریب جانا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ غسل نہ کرلے یا اس پر ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے؛ اور اگر حیض کا خون دس دن پر ختم ہوا ہے تو پھر غسل کیے بغیر بھی اس سے جماع کیا جاسکتا ہے۔ مسئلہ مذکورہ میں جمہور حضرات کے موقف کی تائید تشدید والی قراءت سے ہوتی ہے جس وقت "یطّھّرن" پڑھیں، جب کہ احناف کے موقف کی تائید تخفیف والی قراءت سے ہوتی ہے۔

مقالہ نگار کی رائے

اس مقام پر علامہ بقاعی نے دو قراءات کا تذکرہ تو کردیا ہے لیکن تشدید والی قراءت کے قاری کون ہیں؟ اور تخفیف والی قراءت کے قاری کون ہیں؟ اس کی تعیین نہیں کرسکے، کتب قراءات سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں تشدید والی قراءت امام شعبہ، امام حمزہ، امام کسائی اور امام خلف کی ہے؛ جب کہ تخفیف والی قراءت ان حضرات کے علاوہ باقی قراء کی ہے۔ اسی طرح علامہ بقاعی نے یہاں جمہور کے موقف کو تو بیان کردیا لیکن احناف کے موقف کی وضاحت نہیں کرسکے؛ اگر اس مقام پر احناف کا مذہب بھی ذکر کردیتے تو قاری کے لیے بڑی سہولت ہوجاتی۔

خلاصہ بحث

قرآنی آیات کی تفسیر میں علم القراءات کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اسے تفسیر آیات کا بہت بڑا ماخذ مانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے علمائے امت نے اس فن پر بہت زیادہ توجہ دی اور جہاں جہاں الگ الگ کتابیں منظر عام پر آئیں تو وہیں مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس سے خوب استفادہ کیا؛ ان مفسرین میں سے علامہ بقاعی شامل ہیں، علامہ بقاعی نوی صدی ہجری کے بزرگ ہیں جنہوں نے نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور کے

نام سے ایک تفسیر لکھی، جس کا اصل ہدف تو آیات اور سورتوں کا باہمی ربط اور ان کے درمیان مناسبت بیان کرنا تھی لیکن اس ضمن میں انہوں نے علم القراءات سے بھی استفادہ کیا۔ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ علم القراءات سے استفادہ کرنے میں ان کا طرز واسلوب بہت عمدہ ہے۔ بالعموم جب بھی کسی قراءت کا تذکرہ کرتے ہیں تو جس امام سے وہ قراءت مروی ہوتی ہے اس کا نام بھی ذکر کردیتے ہیں یا جس شہر سے وہ منسوب ہوتا ہے اس شہر کی طرف نسبت کردیتے ہیں؛ تاہم بہت سارے مقامات پر صرف اختلاف قراءات کی طرف اشارہ کیا ہے اور اصل قاری کی نسبت نہیں کرسکے۔ اپنی تفسیر میں قراءات کے ضمن میں زیادہ تر علامہ ابن الجزری اور علامہ دانی کی مصطلحات سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اختلاف قراءات کی صورت میں کسی ایک قراءت کو ترجیح بھی دیتے ہیں جس سے قاری کے لیے بہت زیادہ سہولت ہو جاتی ہے؛ اختلاف قراءات کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کسی ایک قراءات کی تائید میں کوئی قرآنی آیت یا حدیث بھی پیش کردیتے ہیں؛ کبھی قراءت میں اختلاف کی صورت میں جو معنی مستنبط ہورہا ہو اس کی تائید کسی لغوی بحث سے بھی کردیتے ہیں۔ اختلاف قراءات کی وجہ سے بہت سارے فقہی مسائل بھی سامنے آتے ہیں ایسی صورت حال میں مختصراً فقہی مسالک کی طرف بھی اشارہ کردیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

[1] خیر الدین زرکلی، **الاعلام** (بیروت: دارالملایین، 1984ء) ج1 ص56۔

Khair Ud Din Zarqli, *Al ehlām*, (Berūt: Dar Ul Mala yeen, 1984) Volume 1 Page:56

[2] جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، **نظم العقیان فی اعیان الاعیان**، تحقیق: ڈاکٹر فلپ ہٹی (نیویارک: المطبعۃ السوریۃ الامریکیۃ، 1927) ص24۔

Jalal Ud Din Abul Rehman bin Abi Bakar Siyuti, *Nāzam ul Aqiyān fi Aa' yāān ūl Aa'yāān*, Research Dr. Flip Hitti, (New York, Al Matba tu Syria al America, 1927) Page:24

[3] شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی، **الضوء اللامع لاہل القرن التاسع** (قاہرۃ: مکتبۃ القدسی 1353ھ) ج1 ص102۔

Shams Ud Din Muhammad bin Abdul Rehman Sakhavi, *Al'zoo ūl ām'aa li'āhlūl Qūrān at'tāsy*(Qahira: Makhtaba tul qudsi 1353 AH) Vol.1 Page:102

[4] سخاوی، الضوء اللامع، ج1 ص102۔

Sakhavi, *Al'zoo ūl ām'aa li'āhlūl Qūrān at'tāsy,* Vol.1 Page:102

[5] عبداللہ بن عبدالرحمن الخطیب، **البقاعی ومنہجہ فی تاویل دلالۃ البرھان القویم** (الامارات: کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ) ص:19،20۔

Abdullah bin Abdul Rehman Al'Khateeb, *Al' Bāqāi wa mān'hā jūhu fi tā'weel Da'lāla tūl Būrhan Al'qāvim*(Al'amarat: Kulliya tul Shariya wa addarasat tul islamiya) Page:19-20

[6]عبد اللہ بن عبد الرحمن، البقاعی ومنھجہ فی تاویل دلالۃ البرھان القویم، ص:20،19۔

Abdullah bin Abdul Rehman, *Al' Bāqai wa mān'ha jūhu fi ta'weel Da'lala tūl Būrhān Al'qavim,* Page:19-20

[7]مصطفی بن عبد اللہ کاتب چلپی، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1941ء) ج5 ص21۔

Mustafa bin Abdullah katib chalpi, *Kāshāf ūz Zānoon en asāmi al kūtub wāl fānon* (Berut: Dar ul kutub al ilmia,1941) Vol.5 Page:21

[8]حاجی خلیفہ چلپی، کشف الظنون، ج5 ص21۔

Haji Khalifa Chalpi*, Kāshāf uz Zānoon*, Vol.5 Page:21

[9]خیر الدین زرکلی، الاعلام، ج1 ص56۔

Khair Ud Din Zarqli, *Al ehlām*, Volume 1 Page:56

[10]حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج5 ص21۔

Haji Khalifa Chalpi*, Kāshāf uz Zānoon*, Vol.5 Page:21

[11]علامہ سیوطی نے اس کتاب کا نام الجواہر والدرر فی مناسبۃ الآی والسور لکھا ہے۔

[12]سخاوی، الضوء اللامع، ج1 ص107،106۔

Sakhavi, *Alzoo ūl Am'āā*, Vol.1 Page:106-107

[13]ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط البقاعی، **نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور** (قاہرۃ: دار الکتاب الاسلامی، س ن) ج1 ص3۔

Ibrahim bin Umer bin Hassan Al-Rubat Al-Baqai, *Nāzām ūd dūrur fi ta'nāsa būl aa'yāt wa sūwār* (Qahira: Dar ul Kutub alislami) Vol.1 Page:3

[14]الفرقان:8۔

Al Furqān:8

[15]بقاعی، نظم الدرر، ج13 ص344۔

Baqai, *Nāzām ud dūrūr*, Vol.13 Page:344

[16]محمد بن محمد الدمشقی ابن الجزری، **النشر فی القراءات العشر** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، تحقیق: علی محمد الضباغ، 1900ء) ص333۔

Muhammad bin Muhammad al-damshqi ibn al-jazri, *Al-Nāshār fi āl-qirāt al-eshr* (Berut: Dar-ul-kutub al-ilmia, Research: Muhammad Ali Al-Zabagh, 1900) Page:333

[17]بقاعی، نظم الدرر ج15 ص340۔

Baqai, *Nāzām ūd dūrūr*, Vol.15 Page:340

[18]نمل:7۔

Nāmāl:7

[19]بقاعی، نظم الدرر ج14 ص131۔

Baqai, *Nāzām ud dūrūr*, Vol.14 Page:131

[20]محمد بن محمد الدمشقی ابن الجزری، **تقریب النشر فی القراءات العشر** (القاہرۃ: دار الحدیث، 1425ھ) ص229۔

Muhammad bin Muhammad al-damshqi ibn al-jazri, *Tāqreeb Al-Nāshar fi al-qirāt āl-eshr* (Alqahira: Dar ul hadith,1425 AH) Page:299

[21]محمد فہد خاروف، **المیسر فی القراءات الاربع العشر** (دمشق: دار الکلم، 1420) ص377۔

Muhammad Fahad Kharuf, *Al-mūsāiyyār fi ālqirat āl-arbā il'āshr* (Damishq: Dar-ul-qalam,1420 AH) Page:377

[22]السبا:14۔

Al-Sābā:14

[23]بقاعی، نظم الدرر ج15 ص470۔

Baqai, *Nāzām ud dūrūr*, Vol.15 Page:470

[24]الزخرف:57۔

Al-Zūkhrūf:57

[25]بقاعی، نظم الدرر ج17 ص455۔

Baqai, *Nāzām ud dūrūr*, Vol.17 Page:455

[26]بقاعی، نظم الدرر ج17 ص455۔

Baqai, *Nāzām ūd dūrūr*, Vol.17 Page:455

[27]الحسین بن احمد بن خالویہ الھمذانی، **اعراب القراءات السبعۃ وعللھا** القاہرۃ: مکتبۃ الخانجی، تحقیق: عبد الرحمن بن سلیمان العثیمین، 1413ھ) ج2 ص301۔

Al-Hussain bin Ahmed bin Khalvia, *eh'rāb ūl qirā'at al-sāba'ta wā ilā'li hā* (Qahira: Makhtaba al-khan'ji, Research: Abdul Rehman bin Suleman al-usai'man,1413 AH) Vol.2 Page:301.

[28]محمد:25۔

Mūhāmmād:25

[29]بقاعی، نظم الدرر ج18 ص245۔

Baqai, *Nāzām ud dūrur*, Vol.18 Page:245

[30]المومنون:9۔

Al-moninoon:9

[31]بقاعی، نظم الدرر ج13 ص109۔

Baqai, *Nāzām ūd dūrur*, Vol.13 Page:109

[32]بقاعی، نظم الدرر ج13 ص109۔

Baqai, *Nāzām ūd dūrur*, Vol.13 Page:109

[33]الشعراء:187۔

Al-Shūā'rā:187

[34]بقاعی، نظم الدرر ج14 ص90۔

Baqai, *Nāzām ūd dūrur*, Vol.14 Page:90

[35]البقرۃ:222۔

Al-Bāqarā:222

[36]بقاعی، نظم الدرر ج3 ص274۔

Baqai, *Nāzām ūd dūrur*, Vol.3 Page:274